درس 2 (پہلا قاعدہ: صرف توحید الربوبیت پر ایمان دائرہ اسلام میں داخل نہیں کرتا)

آج کے درس میں پہلے قاعدے پر بات ہو گی۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں پہلا قاعدہ کہ بے شک یہ جان لو کہ کافر جن کے خلاف نبی (ﷺ) نے قتال کیا وہ اقرار کرتے ہیں اس بات کا کہ بے شک اللہ تعالی خالق ہے اور تدبیر کرنے والا ہے۔ اور ان کا یہ ایمان انھیں دئراہ اسلام میں داخل نہیں کرسکا۔ اور اس بات کی یہ دلیل ہے ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾ (یونس:31)

(اے نبی (ﷺ) کہہ دیں کہ کون ہے وہ ذات جو تمھیں رزق عطا فرماتی ہے کہ آسمان سے اور زمین سے یہ وہی ذات جو مالک ہے سننے کا اور دیکھنے کا اور وہ جو نکالے زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کو۔ اور جو تدبیر کرتا ہے۔ وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تعالی، ان سے کہہ دیں کہ کیا تم اپنے رب سے ڈرتے نہیں ہو۔ کیا تم تقوی اختیار نہیں کرتے۔

اس آیت سے شیخ صاحب نے ایک قاعدہ بیان کیا: شرک کا سب سے پہلا قاعدہ کہ نبی (ﷺ) کے زمانے میں مشرکین مکہ یا دیگر کافر جن کے خلاف نبی (ﷺ) نے جنگ کی وہ یہ یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالی نے انھیں پیدا کیا۔ جانتے تھے کہ ان کو پیدا کرنے والا یہ بت نہیں ہے جس کو وہ پوجتے ہیں۔ زندگی و موت دینے والا اللہ تعالی ہے، نفع و نقصان کا مالک اللہ ہے، رزق دینے والی ذات اللہ تعالی کی ہے۔ تو کیا ان کا یہ ایمان کافی نہیں تھا کہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے؟ نہیں۔ کیونکہ اگر یہ کافی ہوتا تو نبی (ﷺ) کبھی ان کے خلاف جنگ نہ کرتے۔ ان کے ساتھ جنگ کرنے کی سب سے بڑی وجہ ان کا یہ نامکمل ایمان تھا۔ انھوں نے اللہ تعالی کو رب تو جانا ہے لیکن واحد معبود نہیں جانا۔ دیکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں کیا فوائد ہیں۔

آیت کریمہ کے بعض فوائد

1-اس میں سب سے پہلا فائدہ یہ ہے کہ لاالہ الااللہ کا معنی کیا ہے۔ لاالہ الااللہ کا معنی یہ ہرگز نہیں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق، کوئی رازق، کوئی مالک کوئی تدبیر کرنے والا نہیں۔ کیونکہ یہ تفسیر تو مشرکین مکہ بھی کرتے تھے۔ جس نے آج لاالہ

الا اللہ کا مفہوم یہی بیان کیا تو اس نے وہی تفسیر بیان کی جو ابو لہب و ابو جہل اور مشرکین مکہ نے کی۔ جس کو نبی (ﷺ) نے غلط ثابت کیا۔

2۔ عربی زبان میں جو ذات پیدا کرتی ہے ۔تدبیر کرتی ہے۔ رزق دیتی ہے۔ اسے رب کہتے ہیں اور ان صفات کو پیدا کرنا، تدبیر کرنا، رزق دینا، زندگی اور موت دینا، صرف اور صرف اللہ تعالی کے لیے ثابت کی جائیں ، اسے کہتے ہیں توحید ربوبیت۔ صرف توحید ربوبیت پر ایمان دائرہ اسلام میں داخل نہیں کرتا۔

3۔ لا معبود بحق الا اللہ۔ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اسے کہتے ہیں توحید الوہیت ۔ یا توحید العبادہ۔ کہ عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالی کی ذات ہے کسی قسم کی عبادت کیوں نہ ہو ۔ جو بھی مشروع عبادات ہیں نماز ، روزہ ، زکوۃ، حج، عمرہ، دعا، پکار، قربانی، نذرو نیاز۔ یہ ساری کی ساری عبادات صرف اللہ تعالی کے لیے صرف کرنا اور ثابت کرنا اسے توحید العبادہ کہتے ہیں۔ اور یہی معنی ہے لا الہ الا اللہ کا۔ اور اسی معنی کو ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالی نے اپنے انبیاء و رسول بھیجے۔ اور کتابیں نازل کی۔ کیونکہ توحید ربوبیت تو لوگ اپنی فطرت سے جانتے ہیں ۔ ہر انسان یہ جانتا ہے کہ اس نے خود اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا۔ توحید ربوبیت کو ثابت

کرنے کے لیے تو کبھی جھگڑا ہوا ہی نہیں ۔ الا یہ کہ ربوبیت کا دعوی کیا۔تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں صرف تکبر کی وجہ سے ربوبیت کا دعوی کیا گیا۔ لیکن حقیقتاً وہ بھی جانتے تھے کہ وہ رب نہیں ہیں۔ فرعون نے کیا کہا۔ ﴿فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾ (النازعات:24)

4۔جس نے اللہ تعالی کی توحید ربوبیت کو جانا۔ یعنی واحد پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، تدبیر کرنے والا سمجھا اور ان پر اس کا یقین ہوا۔ اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ کو واحد معبود بھی سمجھے۔ یہ فائدہ کہاں سے آیا﴿فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ اگر اللہ تعالی کو واحد رب سمجھتے ہو اور تمہارا یہ عقیدہ ہے تو کیا تم اللہ تعالی سے ڈرتے نہیں ہو۔ کیا اللہ کو واحد معبود نہیں مانتے ہو۔

5۔ جس نے بھی لا الہ الا اللہ کی تفسیر، مشرکین مکہ جیسی کی، وہ خود بھی گمراہ ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ تفسیر ہے ہی غلط۔

6۔ صیغہ العموم، قرآن مجید میں جب بھی اللہ تعالی نے شرک کا ذکر کیا تو خاص بتوں کی عبادت کے لیے نہیں کیا۔ جب بھی شرک کا ذکر قرآن میں ہوا تو صیغہ العموم سے

ہوا، یعنی عربی زبان کے وہ الفاظ جو عام چیزوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ "وہ کون ہے" کا لفظ اس میں استفہام ہے۔ اور صیغہ استفہام کا ہے جب بھی استفہام کسی صیغہ میں آجائے اسے کہتے ہیں یہ عام ہے۔ اور عام کا مطلب ہے کہ اس میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن کا تعلق شرک سے ہیں۔

شرک میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اللہ کے ساتھ کسی بت کو شریک کیا جارہا ہے یا کسی درند کو یا ولی کو یا نبی کو یا فرشتے کو۔ شرک کے معاملے میں سب کے سب برابر ہیں جس کسی نے بھی پتھر کو اللہ تعالی کا شریک ٹھہرایا، یا ولی یا نبی کو تو وہ مشرک ہے،

"اے نبی (ﷺ) اگر تم سے بھی شرک ہو جائے تو میں تیرے بھی سارے کے سارے عمل اکارت کر دوں۔" (سورت الزمر: 65)

شرک اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو بھی شرک کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کبھی معاف نہیں کریں گے۔ روز قیامت اسے اپنے اچھے سے اچھے عمل کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اسے کہتے ہیں "صیغۃ العموم"۔

7۔ یہ عقیدہ اچھی طرح پختہ کرلیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی خالق نہیں ہے۔ کوئی بھی رزق دینے والا نہیں ہے اور کوئی بھی تدبیر کرنے والا نہیں ہے۔ یہاں یہ صیغہ ہے

من یرزقکم۔ یہ استفہام بھی ہے ، انکاری بھی ہے، اور چیلنج بھی ہے اللہ تعالی کی طرف سے۔

8۔ جس نے بھی ان چیزوں میں (پیدا کرنا، تدبیر کرنا، رزق عطا کرنا) اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کسی اور کو شامل کیا گویا اس نے شرک اکبر کیا اور وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

9۔اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور رسل کیوں بھیجے اور کتب کیوں نازل کیں؟ اس لیے نہیں کہ لوگوں کو جاکر یہ تعلیم دی جائے کہ اللہ تعالیٰ خالق، مالک، رازق اور تدبیر کرنے والا ہے بلکہ اس لیے کہ لوگوں کو یہ تعلیم دیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں بھی کسی اور کو شریک نہیں کرنا۔

10 ۔شرک کا مقصد صرف یہ نہیں کہ کوئی ذات اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدا بھی کر سکتی ہے، رزق بھی دے سکتی ہے یا تدبیر بھی کر سکتی ہے بلکہ یہ شرک کا ایک حصہ ہے۔ اس کو کہتے ہیں شرک فی الربوبیہ۔ شرک اسے بھی کہتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو عبادت میں شریک کرنا۔

11۔ سب سے پہلا فرض مکلّف پر کہ جان لو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اسکی دلیل کیاہے۔ صحیح بخاری و مسلم کی روایت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب معاذ بن جبلؓ کو یمن کی جانب بھیجا تو کیا حکم دے کر بھیجا، " تم ایسے قوم کی طرف جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں۔ سب سے پہلے ان کو " شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ " کی دعوت دینا۔ اگر یہ مان لیں تو کہنا کہ تم پر پانچ نمازیں بھی فرض ہیں۔ نہ مانیں تو پھر یہی دعوت دینا۔ جب تک وہ مانتے نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس وقت تک یہی دعوت دیتے رہنا۔

12۔ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید ربوبیت میں اطاعت کی اور اسے یقین تھا اور اسی پر پختہ ایمان تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت میں اطاعت نہیں کی تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ توحید ربوبیت پر ایمان لانا ہی کافی ہے۔ متقی اور پرہیزگاری تو دور کی بات ہے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوا۔

ایک غلط فہمی اس قاعدے کے بارے میں:

مخالفین یہ کہتے ہیں کہ قواعد اربعہ میں جتنی بھی آیات بیان ہوئی ہیں وہ مشرکین کے لیے ہیں۔ تم لوگ ان کو زبردستی مسلمانوں کے ساتھ جوڑ دیتے ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ مخالفین کا سب سے اہم شبہ ہی یہی ہے۔ اسکے جواب میں چار وجوہات ہیں:

1۔ اللہ نے جب بھی قرآن میں شرک کا ذکر کیا، صیغہ العموم سے ذکر کیا۔ یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ یہ الفاظ صرف نبی (ﷺ) کے دور کے مشرکوں یا بت پرستوں کے لیے ہیں۔ یہ حکمت ہے اللہ تعالی کی تاکہ بعد میں آنے والے لوگ یہ نہ کہیں کہ شرک تو ان کے لیے تھا جو نبی (ﷺ) کے زمانے کے مشرکین تھے۔ آج کے دور میں تو کوئی شرک ہمیں نظر نہیں آتا۔

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ یہ بات نہیں مانتے، تو جس قرآن میں اللہ نے شرک کا ذکر کیا، اسی قرآن میں اللہ نے ایمان کا ذکر بھی کیا۔ نماز، توحید اور روزے کا ذکر بھی کیا۔ سارے احکام اسی قرآن کریم میں ہیں۔ اور اللہ نے ان احکامات کا حکم دیا مؤمنوں کو۔ اُس زمانے کے مؤمن کون تھے، صحابہ اکرامؓ۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ

ان کے لیے خاص ہے تو پھر آپ یہ بھی سمجھیں کہ جو ایمان کی باتیں ہیں وہ بھی صحابہ اکرامؓ کے لیے خاص ہیں۔

3۔جو مشرکین نبی (ﷺ) کے زمانے میں تھے کیا وہ صرف بت پرستی کرتے تھے یا بت پرستی کے ساتھ ساتھ اور دوسری قسم کا شرک بھی کرتے تھے۔ مشرکین عرب نے ہبل، لات، منات اور عزیٰ وغیرہ کو اپنا رب اور معبود بنا لیا تھا۔ یہودیوں نے عزیر (علیہ السلام) کو اپنا معبود بنالیا۔ کیا عزیر (علیہ السلام) بھی بت تھے۔ نہیں، بلکہ اللہ کے پیارے نبی ہیں۔ نصاریٰ نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو اپنا رب بنالیا اور انکی عبادت کی۔ یہ بھی اللہ کے نبی ہیں۔اسی زمانے میں لوگوں نے جنوں کی عبادت کی۔ جب فرشتوں سے اللہ تعالیٰ سوال کریں گے کہ لوگوں نے تمھاری عبادت کی تو فرشتے انکار کریں گے اور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ یہ جن کی عبادت کرتے تھے ہم ان سے بری ہیں۔ ان کا ایمان جنوں پر تھا اور جنوں کے ساتھ ساتھ وہ فرشتوں کی عبادت بھی کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اولیا اور صالحین کو بھی معبود بنایا۔ تو یہ بات کہ شرک صرف بت کی عبادت ہے ، بے بنیاد بات ہے۔ اگر اس زمانے میں نبی کا پجاری مشرک ہو سکتا ہے تو آج کے زمانے میں کیوں نہیں ہو سکتا؟

4۔ان سب کے خلاف جنھوں نے بت پرستی کی ہے یا نبی یا ولی کی عبادت کی، ان سب کے خلاف نبی (ﷺ) نے برابر کی جنگ کی۔ غزوہ تبوک، نبی (ﷺ) نے نصاری کے خلاف کی، غزوہ بنی قریظہ یہودیوں کے خلاف اور جنگ احد اور بدر بت پرستوں کے خلاف کی۔

رسول اور نبی میں فرق:

سب سے پہلے رسول نوح (علیہ السلام) ہیں۔ آدم (علیہ السلام) رسول کیوں نہیں ہیں؟ آدم (علیہ السلام) سے لے کر نوح (علیہ السلام) تک کوئی شرک نہیں تھا۔ لوگ فطرت پر تھے توحید پر تھے۔ سب سے پہلی برائی قتل کی تھی پھر گانے بجانے کی۔ نوح (علیہ السلام) کے زمانے میں شرک تھا۔ اس کی دلیل سورۃ نوح آیت نمبر 23 کی تفسیر، صحیح بخاری کی حدیث، عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) کی روایت۔ ود، سواع، یغوث، یعوق، نصر، یہ سب نیک لوگ تھے۔ اتنے نیک اور پرہیزگار لوگ تھے۔ جب اللہ تعالی سے دعا کرتے تھے تو اللہ تعالی ان کی دعا کو قبول کرتا تھا۔ اللہ تعالی کی حکمت تھی کہ ایک ہی وقت میں سارے کے سارے فوت ہو گئے۔ شیطان نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ تم لوگ ایسا کرو کہ ان کی یاد میں ان کی قبروں پر جا کر پتھر نصب کر دو۔ قبریں

مٹ جاتی ہیں پتھر رکھنے سے آپ کو یاد رہے گا کہ فلاں بزرگ یہاں دفن ہے اور فلاں وہاں۔ لوگوں نے کہا کہ اچھی سوچ ہے۔ یہ جو خیالات آتے ہیں دماغ میں شیطان کے وسوسے ہوتے ہیں۔ان وسوسوں کو توڑنے کے لیے عظیمت کی ضرورت ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قبروں کی مجاوری زیادہ ہو گئی۔ کچھ عرصے بعد شیطان نے وسوسہ کیا کہ کب تک قبروں پر آتے رہو گے پتھروں کو اٹھاؤ اور عبادت گاہوں میں رکھ دو۔ پھر وسوسہ ڈالا کہ ان پتھروں کو بزرگوں کی شکل کے مطابق تراشو ورنہ شکلیں بھول جاؤ گے۔ سب سے زیادہ شدید عذاب مصوروں کو ہو گا۔ یہ تاریخ ہے قبر پرستی کی ، مجاوری کی، تصویر کشی کی اور شرک کی ۔ جب علم جاتا رہا تو لوگوں نے ان بتوں کی عبادت کرنا شروع کر دی۔ علم ایک دیوار ہے ۔جو دعا اور پکار اللہ تعالی کے لیے ہے وہ غیر اللہ کے لیے ہو گئی۔ شرک کہاں سے شروع ہوا، قبر کی مجاوری کی بدعت سے اور شرک اکبر پہ آکر ختم ہوا۔

آج امت میں قبر کی مجاوری بھی ہے قبر پرستی بھی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بت نہیں بنائے گئے۔تراشا نہیں گیا۔آج قبر کے اوپر ہی مسجد بنا دی گئی ہے اسی کو عبادت گاہ بنا دیا گیا ہے۔ دوسرے قاعدے کے بارے میں اگلے درس میں تفصیل سے بیان ہو گا۔